ماحولیاتی آلودگی اور اسلامی تعلیمات

Environmental Pollution and Islamic teachings

عبدالرّحیم*
عطاءالرحمٰن**

Abstract

The human and animal life in the present era is threatened by the enormously dangerous effects of environmental pollution. Many species are becoming extinct and the threat of pollution is multiplying day by day. Much has been written about the ecosystem and its conservation. The present paper deliberates Islamic teachings on the subject.

ماحول قدرتی نظام کے اس مجموعے کا نام ہے جس میں انسان اور دوسرے جاندار رہتے ہیں اور اس میں موجود ماحولیاتی توازن سے سب مستفید ہوتے ہیں۔ یہی توازن اس نظام میں موجود تمام اجزاء کی وجود اور قیام کے لئے ضروری ہے۔عام طور پر اس لفظ کا اطلاق ہمارے ارد گرد موجود اشیاء اور ماحول پر ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ وسیع مفہوم کا حامل لفظ ہے جس سے مراد پوری کائنات ہے۔ آلودگی کو کثافت بھی کہتے ہیں جس سے مراد ہر وہ شے ہے جو ماحول کے تمام جاندار عناصر مثلاً پودوں، جانوروں اور انسانوں پر اثر انداز ہو اور ساتھ ساتھ ماحول کے ان قدرتی اجزاء پر بھی اثر انداز ہو جو غیر جاندار ہیں مثلاًہوا، مٹی، دریا اور سمندر وغیرہ۔[1]

ماحولیاتی آلودگی سے مراد قدرتی عوامل یا انسانی سرگرمیوں کے نتیجے میں کائنات میں رونما ہونے والے وہ تغیرات ہیں جو کائنات میں موجود جاندار یا غیر جاندار اشیاءپر براہ راست یا بالواسطہ برا اثر ڈالتے ہیں یا کائنات کے اندر پیدا ہونے والے وہ بے شمار مسائل جو کائنات میں موجود قدرتی توازن میں بگاڑ اور منفی تبدیلیاں پیدا کر کے اسے نقصان پہنچائیں اور جن کی وجہ سے کائنات میں موجود حیوانات خصوصاًانسانوں کی زندگی اور صحت پر برااثر پڑتا ہو ایسے مسائل کوماحولیاتی آلودگی سے تعبیر کیا جاتاہے۔

گلوبلائزیشن کے اس دور میں جہاں ایک طرف انسان نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بے پناہ ترقی کر کے مختلف النّوع ایجادات، گوناگوں تحقیقات اور انتہائی مفید طبی، کیمیائی اور حیاتیاتی دریافتوں سے اپنی طرز زندگی کوماضی کے مقابلے میں بہت بہتر اور آسان بنالیاہے۔تودوسری طرف معیار زندگی کو بہتر بنانے

*ایم۔فل ریسرچ سکالر، علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف ملاکنڈ۔
**چیئرمین، علوم اسلامیہ، ملاکنڈ یونیورسٹی۔

کی ان انسانی کوششوں نے قدرتی ماحول پر انتہائی بھیانک اور خطرناک اثرات مرتب کئے ہیں۔ جس کی وجہ سے پانی اور زمین کی طبی، کیمیائی اور حیاتیاتی خصوصیات میں ناپسندیدہ اور نامناسب تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور زمینی درجہ حرارت میں نقصان دہ حد تک اضافہ ہو گیا ہے جس سے ایک طرف اگر عالمی حدّت کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو دوسری طرف ماحولیاتی آلودگی بھی حد سے بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ ان تبدیلیوں سے انسان اور دیگر جانداروں کی زندگی کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ اور اس بات کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں مکمل طور پر ان کی زندگی ہی ختم نہ ہو جائے۔ لہٰذا اب ماحولیاتی مسائل اور ان کا حل عالم انسانی کا سب سے اہم مسئلہ بن چکا ہے۔

آلودگی کی مختلف اقسام ہیں جو فطرت میں انسان کی بے جا مداخلت سے جنم لے رہی ہیں۔ ان اقسام میں خاص طور پر قابل ذکر یہ ہیں: زمینی آلودگی، فضائی آلودگی، آبی آلودگی، صوتی آلودگی، سمندری آلودگی اور شعاعی آلودگی۔ ان تمام آلودگیوں نے مل کر آج انسان اور جانداروں کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1. غذائی اجناس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اور فصلوں کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے مصنوعی کھادوں، کیڑے مار ادویات، فنجائی مار ادویات، فاضل جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے والی ادویات اور سپریز کا بے دریغ استعمال۔
2. کپڑوں اور دیگر اشیاء کی صفائی کے لئے ڈٹرجنٹ اور کیمیکلز کا استعمال۔
3. گندے پانی کو دریاؤں سمندروں اور ڈیموں کی طرف بہانا۔
4. پاور سٹیشنوں کی درجہ حرارت کو برقرار رکھنے کی غرض سے پانی کا استعمال جس سے پانی کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔
5. صنعتوں اور گاڑیوں سے خارج ہونے والی زہریلی گیسیں، دھواں اور فضلات۔
6. صنعتکاری کا فروغ۔
7. نیوکلئر ریکٹرز سے خارج ہونے والی شعاعیں جن کا اثر لمبے عرصے تک ماحول پر رہتا ہے۔
8. جنگلات کی بے دریغ کٹائی اور خاتمہ۔
9. آبادی اور شہروں کا بہت زیادہ بڑھنا۔
10. جنگوں میں مختلف کیمیائی ہتھیاروں کا ستعمال۔
11. جاندار حیوانات اور پودوں کو ان کے اصل ماحول سے دوسرے ماحول میں منتقل کرنا۔

تحفظ ماحول کے اسلامی تعلیمات:

قرآن کریم کی کم و بیش دو سو آیات ماحولیات سے متعلق ہیں جن میں زمین، پانی، ہوا، زندہ اور مردہ مخلوقات، شجر، حجر، پہاڑ، سمندر اور دیگر عجائبات عالم زیر بحث آئے ہیں اور جن کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی گواہی دیتی ہے۔ یہ سب زبان حال سے پکار پکار کر اعلان کرتے ہیں کہ:

"صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُون "[2]

"اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوطی کے ساتھ پیدا کیا۔ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے خبر دار ہے"

اللہ تعالیٰ نے زمین کی حفاظت اور اس کو آباد کرنے کے لئے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا۔ تاکہ وہ زمینی توازن کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرے نہ کہ اسے خراب کرنے اور اس میں عدم توازن پیدا کرنے کا سبب بنے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ"[3]

"اس نے تم کو زمین میں پیدا کیا، اور اس میں تمہیں آباد کیا۔ لہذا اس سے اپنی گناہوں کی معافی مانگو، پھر اسی کی طرف رجوع کرو۔ یقین رکھو کہ میرا رب (تم سے) قریب بھی ہے، دعائیں قبول کرنے والا بھی"

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو بکر الجصاص رقم طراز ہیں کہ:

"وفيه الدلالة على وجوب عمارة الأرض للزراعة والغراس والأبنية"[4]

"اور اس میں زمین کو زراعت، آگانے اور تعمیرات کے لئے آباد کرنے کے واجب ہونے پر دلیل ہے"

قرآن کریم نے اپنے مخصوص اسلوب میں انسان کو آگاہ کیا ہے کہ وہ زمین کو برباد کرکے اس کے فوائد سے محروم نہ ہو۔ اسی تباہی کو قرآن کریم نے فَسَادٌ فِي الاَرضِ سے تعبیر کیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ"[5]

"اور زمین میں اس کی درستگی کے بعد فساد مت پھیلاؤ۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو"

زمین کو اپنی اصل پر رکھنے اور اسے فساد سے بچانے کے غرض سے اسلام سادگی اور اعتدال کا درس دیتا ہے، اور اسراف سے منع کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ" [6]

"کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ" [7]

"اور اسراف نہ کرو بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

قرآن کی نظر میں ہر وہ چیز جو صلاح اور درستگی سے دور ہو جائے اور نفع کی صلاحیت کھو دے وہ فساد ہے۔ اگرچہ اس لفظ کا غالب استعمال عقیدہ اور عمل کی خرابی کے لئے ہوتا ہے۔ لیکن کسی چیز کے نظام توازن اور اعتدال کو بگاڑنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جس سے اس کی حقیقی افادیّت آہستہ آہستہ کم ہو جائے۔ قرآن کریم میں اسی طرف بھی واضح اشارہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ" [8]

"اور جب وہ تمہارے پاس سے پھر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے اور کھیتی اور نسل کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا"

رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی تعلیمات میں سادگی اور قناعت کی ترغیب دی ہے تاکہ زمین میں فساد پیدا نہ ہو اور انسان آرام کی زندگی گزار سکے۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے:

"إن أغبط الناس، عندي، مؤمن خفيف الحاذ. ذو حظ من صلاة. غامض في الناس. لا يؤبه له كان رزقه كفافا، وصبر عليه" [9]

"میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جو معمولی حالت میں ہو، خوب نمازیں پڑھنے والا ہو، گمنام ہو، لوگوں کے اندر اس کا کوئی خاص اہتمام نہ ہو اور اس کی روزی بقدر حاجت ہو اور وہ اس پر صابر ہو"

ایک اور جگہ ارشاد نبویؐ ہے:

"قد أفلح من أسلم ورزق كفافا وقنعه الله بما آتاه" [10]

"کامیاب وہ ہے جو اسلام لے آیا اور اسے بقدر ضرورت روزی مل جائے۔ اور ملی ہوئی روزی پر اللہ اسے قناعت کرنے والا بنادے"

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل وعیال کے لئے بھی بقدر حاجت روزی کی دعا فرمائی ہے۔

"اللّٰھم اجعل رزق آل محمد قوتا"[11]

"اے اللہ محمد کے گھرانے کی روزی بقدر حاجت کر دے"

ان احادیث سے روشنی ملتی ہے کہ حرص و ہوس مذموم ہے اور ہر چیز میں اعتدال و قناعت مطلوب ہے۔ اور یہ ایک ظاہری امر ہے کہ اگر اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ دنیا ترقی کی راہ پر گامزن رہے تو نظام توازن بھی بر قرار رہے گا اور دنیا کے ماحول کو بھی تحفّظ نصیب ہو گا۔ اور ساتھ ساتھ ترقی بھی حاصل ہوتی رہے گی۔

آلودگی چاہے کوئی بھی ہو اس سے انسانی صحت اور قدرتی ماحول بری طرح سے متاثر ہو رہے ہیں۔ مثلاً شور کی آلودگی طبیعتوں میں چڑ چڑا پن، سر درد، تھکاوٹ، ڈیپریشن اور بہرے پن کا سبب بن رہے ہیں۔ سائنسدانوں کی ریسرچ کے مطابق اگر کوئی شخص مسلسل شور کے ماحول میں زندگی بسر کرتا ہے تو اس کے سننے کی حس بتدریج کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مصنوعی شور جس میں ٹریفک کا شور بھی شامل ہے کی وجہ سے انسان اعصابی تناؤ، بے چینی اور طبیعت میں چڑ چڑے پن کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جنریٹر یا مشینوں کی آواز کی وجہ سے یا اچانک دروازے کی گھنٹی کی آواز کی وجہ سے نیند ٹوٹ جائے یا اس میں خلل آجائے تو انسان کی طبیعت میں بے سکونی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے دل کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور ذہنی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

اسی طرح زراعت میں استعمال ہونے والی کیڑے مار ادویات کی وجہ سے زمینی پانی کے ساتھ ساتھ پینے کا پانی بھی آلودہ ہو رہا ہے۔ نائٹریٹس جو کھادوں سے پانی میں شامل ہوتے ہیں وہ شیر خوار بچوں میں خون کی کمی (Methemoglobinemia) کا باعث بن رہے ہیں۔ جسے عام طور پر (Blue Baby Syndrome) بھی کہا جاتا ہے۔

کیڑے مار ادویات کے علاوہ بھاری دھاتیں مثلاً (Mercury), (Selenium), (Cadmium), (Lead)) وغیرہ مختلف انڈسٹریز کے فضلے، گاڑیوں کے دھویں اور سیوریج کا گندہ پانی، زمین، پانی اور فضاء کو آلودہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری فصلوں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ اور جب انسان یہ فصلیں استعمال کرتا ہے تو ان میں شامل دھاتی اجزاء معدے، جگر اور گردوں کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں۔

فضائی آلودگی کی وجہ سے انسانوں میں تنفّس کی بیماریاں مثلاً دمہ، ٹی بی اور الرجی پھیل رہی ہیں۔ ایک جائزے کے مطابق دنیا میں ہر سال تقریباً تین ملین لوگ فضائی آلودگی کی وجہ سے لقمہ اجل بنتے ہیں۔ مختلف صنعتوں اور گاڑیوں سے سلفر، کاربن اور نائٹروجن کی مرکبات کے اخراج کی وجہ سے فضائی آلودگی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق 1750ء کی نسبت آج فضا میں 31

فیصد زیادہ کاربن ڈائی آکسائڈ موجود ہے۔ ماہرین کے مطابق گرین ہاؤس گیسوں (کاربن ڈائی آکسائڈ، میتھین، نائٹرس آکسائڈ اور کلوروفلوروکاربنز) میں سے بالخصوص کلوروفلوروکاربن (CFCs) کی اخراج کی وجہ سے اوزون کی حفاظتی تہہ جو کہ زمین پر سورج کی نقصان دہ شعاعوں کو پہنچنے سے روکتی ہے وہ ختم ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے خوفناک بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں بعض خطرناک شعاعیں انسانی خلیوں میں پائے جانے والے جینیاتی مادے (DNA) کو نقصان پہنچا کر کینسر جیسے موذی مرض کا سبب بن رہی ہیں۔

اس وقت انسان کی اپنی ہاتھوں کی کمائی کے نتیجے میں ماحول کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے لہٰذا اب ماحولیاتی مسائل کا حل عالم انسانی کا سب سے اہم مسئلہ بن چکا ہے۔ جس کی حل کی طرف دنیا کو توجہ دینا بہت ضروری ہے۔

اسلام میں شجرکاری کی اہمیت:

ماحولیاتی آلودگی کم کرنے میں درختوں کا بہت اہم کردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے شجرکاری کی تعلیم دی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> ”وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا“ [12]

> ”اور اللہ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعے ہر قسم نبات کو نکالا۔ پھر ہم نے اس سے سرسبز شاخیں ابھاریں“

یہ آیت ہمیں سبزہ کی اسباب پیدا کرنے کی طرف توجہ دلا رہی ہے۔

شجرکاری کی اہمیت کا اندازہ احادیث سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

> ”ما من مسلم يغرس غرسا إلا كان ما أكل منه له صدقة وما سرق له منه صدقة وما أكل السبع منه فهو له صدقة وما أكلت الطير فهو له صدقة ولا يرزؤه أحد إلا كان له صدقة“ [13]

> ”جو بھی مسلمان پودا لگائے گا، اور اس سے کچھ کھالیا جائے گا، وہ اس کے لئے صدقہ ہو جائے گا۔ اور جو چوری کرلیا جائے گا وہ اس کے لئے قیامت تک صدقہ ہو جائیگا“

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ"[14]

"جو مسلمان پودا لگائے گا یا کھیتی کرے گا اور اس سے کوئی پرندہ، انسان یا چوپایہ کھالے گا وہ اس کے لئے صدقہ بن جائے گا۔"

ایک اور اسلوب سے آپؐ نے شجرکاری کی ترغیب کچھ یوں دی ہے۔

"مَا مِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذَلِكَ الْغَرْسِ"[15]

"جو شخص کوئی پودا لگائے گا اس کے لئے اس پودے سے نکلنے والے پھل کے بقدر ثواب لکھا جائے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے ہر اس شخص کے لئے اجر کا وعدہ فرمایا ہے جو بنجر زمین پر فصل اُگا کر اسے زندہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من أحيا أرضا ميتة فله فيها أجر"[16]

"جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا تو اس میں اس کے لئے اجر ہے"

سبزہ کی تحفظ کا تصوّر سب سے پہلے نبی کریم ﷺ نے دیا۔

"من قطع سدرة صوب الله رأسه في النار"[17]

"جو شخص کسی بیری کے درخت کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کے سر کو اوندھا کردے گا"

جانوروں کا تحفّظ

ماحولیات کا ایک اہم عنصر جانور بھی ہیں اور ان سے ماحول کا حُسن وابستہ ہے۔ ان کی بقاء اور حفاظت انسانوں کی ذمہ داری ہے۔ ماحولیاتی آلودگی سے انسانوں کے علاوہ جانور بھی بری طرح سے متاثر ہو رہے ہیں۔ جب کہ اسلام ہر ذی روح کے ساتھ رحم اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دَخَلَتْ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ"[18]

"ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم کی آگ میں داخل ہوئی کیونکہ اسے باندھا تھا نہ تو اسے کھلاتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی کہ وہ خود زمین کے حشرات میں سے کھاتی"

شرید بن سویدؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

''مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا عَبَثًا عَجَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي عَبَثًا وَلَمْ يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ۔'' [19]

''جو شخص کسی چڑیا کو بطور تفریح قتل کرے گا۔ وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے فریاد کرتے ہوئے کہے گی کہ اے رب! فلاں نے مجھے تفریح کے طور پر قتل کیا۔ اور کسی فائدے کی خاطر قتل نہیں کیا''

ایک اور حدیث میں ارشاد نبویؐ ہے:

''مَا مِنْ إِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا إِلَّا سَأَلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ يَذْبَحُهَا فَيَأْكُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا يَرْمِي بِهَا'' [20]

''جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بڑی چیز کو ناحق مار ڈالے، اللہ اس سے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔ پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول اس کا حق کیا ہے؟ آپؐ نے جواب دیا، اس کو ذبح کر کے کھائے۔ اور اس کا سر کاٹ کر کے پھینک نہ دے''

جاندار مخلوق کی نسل کشی درست نہیں:

ہر جاندار مخلوق ماحولیات کا ایک اہم جزء ہے۔ لہٰذا اسے ختم کرنا درست نہیں۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

''لو لا أن الكلاب أمة من الامم لامرت بقتلها، فاقتلوا منها الاسود البهيم'' [21]

''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی ایک امّت ہے، تو میں انہیں قتل کرنے کا حکم دیتا۔ لہٰذا ان میں سے خالص سیاہ کتے کو قتل کر دو''

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر مخلوق کی تخلیق کے اندر اللہ تعالیٰ کی حکمت مضمر اور پوشیدہ ہے۔ اور بظاہر شر نظر آنے والی مخلوق بھی فوائد سے خالی نہیں۔ اس لئے کسی جانور کی نسل کشی بلاوجہ درست نہیں۔ کالے کتے سے مراد شریر اور انسانوں پر حملہ کرنے والا کتا ہے۔

فضاء کو مسموم اور آلودہ بنانے سے پرہیز:

اسلام نے مُردوں کی تدفین کی تعلیم دی ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں پر ایک مُردہ مسلمان کا یہ حق مقرر کیا ہے۔ کہ اس کے جنازے میں شرکت کر کے اسے دفن کرے۔ اس میں اگر ایک طرف انسان کی تکریم مقصود ہے۔ تو وہیں ایک اور مقصد یہ بھی ہے کہ مُردہ جسموں سے پیدا ہونے والی نجاست اور بدبو سے فضاء مسموم نہ ہو۔ چنانچہ متعدد احادیث میں مردہ کی تدفین کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔

کھلے عام گندگی پھیلانے سے پرہیز:

اسلام کھلے عام گندگی پھیلانے سے منع کرتا ہے۔ اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ ماحول میں گندگی نہ پھیلائی جائے اور ماحول کو مکدّر اور مسموم ہونے سے بچایا جائے۔ سعید بن المسیب نے رسول اللہ ﷺ کی روایت نقل کی ہے کہ:

"إن الله طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، كريم يحب الكرم جواد يحب الجود، فنظفوا أفنيتكم، ولا تشبهوا باليهود"۔ [22]

"اللہ پاک ہے اور خوشبو کو پسند کرتا ہے، صاف ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔ اچھا ہے اور اچھائی کو پسند کرتا ہے، سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ تو اپنے گھر کے سامنے کے میدانوں (صحنوں) کو صاف رکھا کرو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو"

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"اتقوا اللعانين قالوا وما اللعانان قال الذي يتخلى في طرق الناس وأفنيتهم"۔ [23]

"دو لعنتی لوگوں سے بچو۔ لوگوں نے پوچھا یہ دو لعنتی کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا وہ جو لوگوں کے راستوں اور ان کے سایوں میں قضائے حاجت کرتے ہیں"

اور نبی کریمؐ نے فرمایا۔:

"البزاق في المسجد خطيئة وكفارتها دفنها"۔ [24]

"مسجد کے اندر بلغم تھوکنا گناہ ہے۔ اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے"

ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

"عرضت على اعمال امتى حسنها وسيئها فوجدت في محاسن اعمالها الاذى يماط عن الطريق ووجدت في مساوى اعمالها النخاعة تكون في المسجد لا تدفن"۔ [25]

"مجھ پر میری امّت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے۔ تو میں نے ان میں سے اچھے اعمال میں سے یہ عمل دیکھا۔ کہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دیا گیا ہو۔ اور ان کے برے اعمال میں سے یہ عمل دیکھا کہ مسجد میں بلغم ہو اور اسے دفن نہ کیا جائے"

ان احادیث میں مسجد کی تخصیص شناعت اور قباحت بیان کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ ہر عمومی جگہ کا یہی حکم ہے۔ کہ قابل نفرت اور گندی چیزوں کو ڈھک دیا جائے۔

پانی ضائع کرنے اور اسے آلودہ کرنے کی ممانعت:

اللہ تعالیٰ نے پانی کو زمین پر موجود ہر جاندار چیز کی بقاء اور زندگی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا یُؤْمِنُونَ"[26]

"اور ہم نے پانی سے ہر جاندار کو بنایا۔ کیا پھر بھی ایمان نہیں لاتے"

پانی کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے زمین کا 3/4 حصّہ پانی اور 1/4 حصّہ خشکی رکھا۔ جن میں سے صرف تین فیصد پانی انسان کے لئے قابل استعمال ہے اور باقی 97 فیصد سمندر کی شکل میں نمکین اور نا قابل استعمال ہے۔ پانی کی اسی اہمیت کے پیش نظر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔

"سیکون في هذه الأمة قوم یعتدون في الطهور و الدعاء"[27]

"اس امت میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو طہارت اور دعاء میں حد سے تجاوز کریں گے"

پانی تمام جانداروں کی زندگی کا دارومدار ہے اس لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے آلودہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور اس بارے میں سب سے زیادہ موثر اور منصفانہ تعلیمات دی ہیں۔ نبی کریمؐ کی تعلیم ہے کہ آپ نے ٹھہرے اور بہتے دونوں قسم کے پانی میں پیشاب اور پاخانہ کرنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ پیشاب اور پاخانہ پانی کو آلودہ کرکے، کالرا، ٹائیفائڈ، سوزش جگر اور معدہ جیسے بہت سے امراض کا سبب بنتا ہے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا:

"اتقوا الملاعن الثلاثة البراز في الموارد و قارعة الطريق و الظل"[28]

"تین لعنت کا سبب بننے والی جگہوں سے بچو۔ پانی کے گھاٹ پر پاخانہ کرنے سے، راستہ میں پاخانہ کرنے سے اور سایہ دار جگہوں پر پاخانہ کرنے سے"

نبی کریمؐ نے کھڑے پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

"لَا یَبُولَنَّ أَحَدُکُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا یَجْرِي ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیهِ"[29]

"تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرے"

جب کہ احادیث مبارکہ میں بہتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے بھی صراحت کے ساتھ ممانعت آئی ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:

"نهى رسول الله أن یبال في الماء الجاري"[30]

"رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بہتے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا"

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے کھڑے پانی میں نہانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

"لا يغتسل أحدكم في الماء الدائم وهو جنب فقال كيف يفعل يا أبا هريرة؟ قال يتناولها تناولا"[31]

"تم میں سے کوئی بھی شخص جو جنب ہو وہ کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔ تو پوچھا گیا اے ابوہریرہ وہ کیا کرے؟ انہوں نے کہا باہر رہ کر پانی لیتے ہوئے غسل کرے"

نبی کریمؐ نے تو یہاں تک تعلیم دی ہے کہ نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالا جائے۔ آپؐ نے فرمایا۔

"إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ"[32]

"جب تم میں سے کوئی اپنے نیند سے بیدار ہو جائے تو وہ اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے اپنے وضوء کے پانی میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اسے پتہ نہیں کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری"

طبی اعتبار سے پانی میں پیشاب کرنے یا اس میں گندگی ڈالنے سے (بلہارزیا)Bilharzia نامی بیماری کے جراثیم پھیل جاتے ہیں۔ پھر وہ مختلف مراحل سے گزر کر دم دار جرثومہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور جب کسی انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں، تو سوزش جگر وغیرہ جیسے بیماریوں کا سبب بن جاتے ہیں۔

موجودہ دور میں صوتی آلودگی نے بھی ایک خطرناک شکل اختیار کر لی ہے۔ اسلام آواز نکالنے میں بھی اعتدال اور میانہ روی کا درس دیتا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت لقمان کی نصیحت نقل کی گئی ہے:

"وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ"[33]

"اور اپنی آواز کو پست رکھو۔ بیشک سب سے زیادہ مکروہ آواز گدھے کی آواز ہے"

چونکہ گدھا گلا پھاڑ کر آواز نکالتا ہے جو لوگوں کو ناگوار گزرتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے اس قسم کی آواز کو منع فرمایا۔ اور یہ حکم دیا کہ ہر حال میں بقدر ضرورت آواز نکالی جائے۔

ایک رات نبی اکرمؐ گشت فرمارہے تھے۔ جب حضرت ابو بکرؓ کے پاس سے گزرے، تو دیکھا کہ وہ انتہائی پست آواز میں تلاوت کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور جب حضرت عمرؓ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ خوب بلند آواز میں قراءت کر رہے ہیں۔ صبح جب دونوں خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے تو آپ نے دونوں سے اس کی وجہ پوچھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ "اے اللہ کے رسول میں جس ہستی سے ہم کلام تھا اسے سنا دیا"

پھر جب حضرت عمرؓ سے وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ "میں اس لئے بلند آواز میں قراءت کر رہا تھا تا کہ لوگوں کو نماز کے لئے بیدار کر سکوں اور شیطان کو بھی دھتکار سکوں"۔ نبی کریمؐ نے دونوں کو اعتدال

کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اے ابو بکر اپنی آواز کو تھوڑا بلند کرو۔ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اپنی آواز کو پست کرو۔

احتیاطی تدابیر اور تجاویز:

1. اسلام نظافت اور صفائی کا دین ہے اس لئے لوگوں میں یہ شعور اجاگر کرنا چاہئے کہ وہ ذاتی حفظان صحت کے اصولوں اور اپنی اور ارد گرد کے ماحول کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

اس سلسلے میں علماء کرام اور ائمہ مساجد اور دینی مدارس میں پڑھانے والے علماء کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

2. سکولوں اور کالجوں میں پڑھانے والے اساتذہ کرام اپنے طلبہ میں ماحول کی صفائی اور اسے آلودگی سے بچانے کے بارے میں شعور پیدا کریں۔
3. تعلیمی نصاب میں ایسا مواد شامل کیا جائے جو ماحولیاتی تحفظ کی اہمیت اورآلودگی کے نقصانات کے بارے میں طلبہ کے سامنے اسلامی نقطہ نظر پیش کر سکے۔
4. حکومت کو چاہئے کہ وہ پلاسٹک بیگز کے استعمال کو ختم کرنے کے لئے سخت قوانین مرتب کرے اور ان قوانین پر عمل کو یقینی بنائے۔
5. شہروں سے کوڑا کرکٹ دریاؤں یا کھلے میدانوں میں منتقل کرنے کی بجائے ایسے پلانٹس نصب کرنے چاہئیں جو اسے تلف کرنے یا اسے توانائی وغیرہ کے لئے استعمال کرکے کار آمد بنا سکے۔
6. حکومتی اور انفرادی سطح پر زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں۔ اور بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنایا جائے۔
7. آبادی کے لئے زرعی زمینوں کی استعمال پر پابندی لگائی جائے اور اس مقصد کے لئے بنجر اور پہاڑی زمینوں کو استعمال میں لایا جائے۔

یہ اٹل حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماحولیاتی تحفظ اور بچاو کی طرف اس وقت توجہ دلائی جب انسان کو اس کی اہمیت کا سرے سے اندازہ ہی نہیں تھا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر انسانیت آج بھی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے تو ماحولیاتی تحفّظ اور آلودگی کے روک تھام کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] حنیف مصطفیٰ العرابیۃ، التلوث البیئی، مفھومہ واشکالہ، Journal of Environmental Studies، اردن، ج3، جون 2010ء، ص121-133. اس مقالے کی تحریر میں ڈاکٹر قبلہ ایاز اور ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء کی تصنیف کردہ کتابچے "تحفظ ماحول اور اسلام" سے استفادہ کیا گیا ہے اور اس میں ذکر شدہ دلائل و تعلیمات پر مزید اضافہ کیا گیا ہے۔

[2]القرآن، سورۃ النمل:88

[3]القرآن، سورۃ ہود:61

[4]ابو بکر الجصاص، احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، ج4، ص378۔

[5]القرآن، سورۃ الاعراف:85

[6]القرآن، سورۃ الاعراف:3

[7]القرآن، سورۃ الانعام:141

[8]القرآن، سورۃ البقرہ:205

[9]ابن ماجہ، عبد اللہ بن محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ،، ج4، ص459، رقم4117

[10]امام مسلم، ابو الحسن مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، ج2، ص370، رقم1054

[11]الجامع الصحیح المسلم، ج2، ص370، رقم1055

[12]القرآن، سورۃ الانعام:99

[13]الجامع الصحیح المسلم، ج5، ص27

[14]امام بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، ج3، ص103، رقم2320)

[15]امام احمد بن حنبل، مسند حنبل، ج38، ص503، رقم23520

[16]امام نسائی، ابوعبد الرحمان احمد بن شعیب، السنن الکبریٰ، ج3، ص402، رقم5757۔

[17]ابو داوٗد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابی داوٗد، ج2، ص782، رقم5239

[18]الجامع الصحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، خمس من الدواب فواسق یقتلن فی الحرم، ج4، ص130)

[19]امام نسائی، ابوعبد الرحمان احمد بن شعیب، سنن نسائی، ج4، ص232، رقم4458

[20]سنن نسائی،، ج7، ص236، رقم4360

[21]سنن ابی داوٗد، ج2، ص120، رقم2845

[22]ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، باب النظافہ، ج5، ص111، رقم2799)

[23]ابن حبان، محمد بن حبان بن احمد، صحیح ابن حبان، باب الاستطابہ، ج4، ص262، رقم1415

[24]الجامع الصحیح المسلم، ج1، ص390، رقم552

[25]الجامع الصحیح المسلم، ج1، ص390، رقم553

[26]القرآن، سورۃ الانبیآء:30

[27]سنن ابی داوٗد، ج1، ص72، رقم96

[28]سنن ابی داوٗد، ج1، ص54، رقم26

[29]الجامع الصحیح البخاری، ج1، ص57، رقم239

[30]ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الاوسط للطبرانی، ج2، ص208، رقم1749
[31]الجامع الصحیح المسلم، ج1، ص236، رقم283
[32]الجامع الصحیح البخاری، ج1، ص44، رقم162
[33]القرآن، سورۃ لقمٰن:19